

خالق کائنات نے جب مرد و زن کو تخلیق انسانی کا ذریعہ بنایا تو ان زوجین کے حقوق و فرائض میں توازن قائم رکھنے سے پہلے ہدایات و تعلیمات بھی عطا کیں۔ اگر ان ہدایات و تعلیمات کو اختیار کیا جائے تو شریک حیات سے آرام و سکون اور اطمینان قلب حاصل ہوگا۔ لیکن ان ہدایات سے روگردانی صرف ایک گھر کی بربادی نہیں بلکہ معاشرہ اور پوری قوم کے بگاڑ پر منتج ہوگی کیونکہ خاندان افراد سے بنتے ہیں اور خاندانوں کے مجموعہ سے معاشرہ تشکیل پاتا ہے اور معاشرہ سے قوم بنتی ہے۔

ایک اچھا خاندان معاشرہ کو اچھے افراد مہیا کرے گا اور بگڑا ہوا خاندان معاشرہ کو ایسے افراد دے گا جو اس کے بگاڑ کا سبب بن سکتے ہیں۔

ایک گھرانے یا خاندان کی بنیاد زوجین پر ہے اگر ان کے باہمی تعلقات درست ہونگے تو گھرانہ کے تمام افراد سے خیر کی امید کی جاسکتی ہے لیکن اگر ان کے تعلقات میں بگاڑ ہوگا تو دیگر افراد خانہ سے خیر کی امید نہیں کی جاسکتی ہے۔

ایک عورت پر بہت اہم ذمہ داری عائد ہوتی ہے جہاں اس کا یہ فرض ہے کہ اپنے خاوند کیلئے راحت و سکون اور اطمینان قلب کا ذریعہ بنے وہاں اس کی یہ ذمہ داری بھی ہے کہ نئی نسل کی تربیت کرے اور قوم کو ایسے عمدہ افراد مہیا کرے جو قوم کے روشن مستقبل کے ضامن ہوں۔

اس دنیا میں عورت سب سے پہلے بیوی کی حیثیت میں پیدا کی گئی۔ حضرت آدم علیہ السلام کیلئے حضرت حوا علیہا السلام کو بیوی کی حیثیت سے پیدا کیا گیا۔ بیوی کی حیثیت کے بعد پھر اسے بیٹی، بہن، ماں، یا بہو کی حیثیت حاصل ہوئی۔

اسی لئے رسول اللہ ﷺ نے اس عورت کو



ہے۔ بلکہ غم و فکر میں اضافہ ہوتا ہے، ذہنی پریشانی بڑھ جاتی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ سامان دنیا ہماری راحت و آرام کا سبب نہیں بلکہ وہ ہدایات و تعلیمات ہمارے دلی سکون و اطمینان کی ضامن ہیں جو ہمارے خالق و مالک نے ہمیں اپنے گھر بسانے کیلئے دی ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے پہلے انسان حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق کے بعد اس کے راحت و سکون کیلئے جو چیز پیدا کی وہ حوا علیہا السلام تھیں۔ لنتسکونوا الیہا۔ تاکہ یہ آدم علیہ السلام کیلئے آرام و سکون کا سامان بنے۔ جہاں نسل انسانی کی بقا اور اس کے پھیلاؤ کیلئے اس جوڑے کی ضرورت تھی وہاں انسان کیلئے جو زمین میں خلیفہ بنا کر بھیجا گیا ہے ایک شریک حیات کی ضرورت تھی تاکہ خلافت کی ذمہ داریاں ادا کرتے وقت یہ بیوی اس کے آرام و سکون اور دلی اطمینان کا ذریعہ بنے۔

شریک حیات کے بغیر نہ گھر کا تصور کیا جا سکتا ہے نہ گھر سنور سکتا ہے نہ برگ و بار لاسکتا ہے، عورت ہی گھر کو جنت نظیر بنا سکتی ہے یا اسے جہنم کدہ میں بدل سکتی ہے۔ عورت ہی گھر کی زینت ہے اور اس چار دیواری کی ملکہ ہے۔ وہ اس کی باغ و بہار بھی ہے اور حسن و جمال بھی۔ لیکن جہاں وہ اس کی آبادی کا ذریعہ ہے وہاں کبھی کبھار اس کی بربادی کا سبب بھی بن جاتی ہے۔

و من اباتہ ان خلق لکم من انفسکم ازواجاً لتسکنوا الیہا و جعل بینکم مودۃ و رحمۃ ان فی ذلک لآیات لقوم یتفکرون (الروم 21)

اور اس کی نشانیوں میں سے ایک نشانی یہ بھی ہے کہ اس نے تمہاری ہی جنس سے تمہارے لئے بیویاں پیدا کیں، تاکہ تم ان سے آرام و سکون پاؤ، اور اس نے تمہارے درمیان محبت و ہمدردی قائم کر دی، یقیناً غور و فکر کرنے والوں کے لئے اس میں بہت سی نشانیاں ہیں۔

ہر انسان اپنے آرام و سکون کیلئے ایک گھر کے حصول کی جستجو کرتا ہے جس گھر کی چار دیواری میں غم، مصیبت اور پریشانی کے وقت پناہ لے سکے۔ تھکاوٹ اور بیماری کے وقت اس گھر کی چھت تلے راحت و سکون کے لمحات حاصل کر سکے اور اس گھر کو اپنے اہل و عیال کی خوشیوں اور مسرتوں کا مرکز بنا سکے۔ پھر اس گھر کو جنت نظیر بنانے کیلئے ضرورت و آرام کی ہر چیز مہیا کرتا ہے۔ تاکہ زندگی کی یہ ساعات آرام و اطمینان کیساتھ گزر سکیں۔ اس مقصد کیلئے وہ تمام مادی وسائل بروئے کار لاتا ہے محنت و مشقت بھی اٹھاتا ہے۔ اور اپنی تمام ذہنی و فکری صلاحیتیں بھی استعمال کرتا ہے لیکن بسا اوقات یہ سب کچھ کرنے اور بہت کچھ حاصل کرنے کے باوجود وہ دلی راحت و سکون پانے سے محروم رہتا

دنیا کی بہترین چیز قرار دیا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

الدنيا كلها متاع وخير متاع الدنيا المرأة الصالحة (مسلم)

دنیا کی ہر چیز مال و متاع ہے (جو ہمارے فائدہ کیلئے اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمائی ہے) اور دنیا کی بہترین چیز نیک عورت (بیوی) ہے۔

ایک عورت کس طرح اپنے گھر کے ماحول کو خوشگوار بنا سکتی ہے۔ بیوی جو خیر متاع الدنیا ہے یہ خاوند کی ملکیت و حفاظت میں دے دی جاتی ہے۔ تو عورت کی ملکیتی چیزیں کیوں نہ خاوند کی ملکیت میں جائیں گی۔ بیوی اگر اپنے خاوند کا دل جیتنا چاہتی ہے (اور ایسا کئے بغیر گھر کا ماحول خوشگوار نہیں ہو سکتا ہے) تو اسے سب سے پہلا کام یہ کرنا چاہئے کہ جہاں اس نے اپنے آپ کو اپنے شوہر کے سپرد کر دیا ہے وہاں اپنا سب کچھ زیور، لباس، فرنیچر، گھر کا سامان، سب کچھ اپنے شوہر کے حوالہ کر دے۔ کبھی بھی زبان پر یہ بات نہ لائے اور نہ کبھی اس کا اظہار کرے کہ فلاں چیز میری ہے میں اپنے ماں باپ کے گھر سے لائی ہوں۔ جب ماں باپ نے اپنے بچے کو گوشہ اپنی عزت اس خاوند کے حوالہ کر دی ہے تو باقی سامان کی کیا حیثیت رہ جاتی ہے۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے جو کہ مکہ کی ایک مالدار خاتون تھیں نبی کریم ﷺ کی زوجیت میں آ جانے کے بعد اپنا سب کچھ آپ کے قدموں پر نچھاور کر دیا تھا۔ اور پھر اس طرح وفا شعاری خدمت گزاری کا مظاہرہ کیا۔ کہ ان کی وفات کے بعد آپ ﷺ کی طبیعت بھی بھی رہتی۔ حضرت خولہ بنت حکیم ایک روز تعزیت کیلئے آئیں تو کہا کہ

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بعد آپ بڑے غمگین دکھائی دیتے ہیں تو آپ نے فرمایا کیوں نہ ہوں؟ وہ میرے بچوں کی شفیق ماں تھی میری غمگسار اور راز دان تھی۔ اس نے مشکل وقت میں میرا ساتھ دیا میری رفاقت میں آ کر وہ دنیا کی ہر چیز بھول گئی تھی اس نے محبت، سلیقہ شعاری اور وفاداری کا حق ادا کر دیا مجھے وہ بھلا کیوں نہ یاد آئے اور میں کس طرح اسے بھول سکتا ہوں؟

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے یہ اوصاف حمیدہ اللہ تعالیٰ کو اس قدر پسند آئے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو بطور خاص آسمان سے حضرت خدیجہ کو سلام پہنچانے کیلئے بھیجا۔ صحیح بخاری کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جبریل میرے پاس آئے اور کہا کہ ابھی آپ کے پاس حضرت خدیجہ تشریف لا رہی ہیں جب وہ آئیں تو انہیں اللہ رب العزت کا اور میرا سلام کہنا اور جنت میں ایک ایسے گھر کی بشارت دینا جو میرے کا بنا ہوگا، اس پر یاقوت نے مینا کاری کی گئی ہوگی۔ نہ اس گھر میں شور و غوغا ہوگا اور نہ محنت و مشقت ہوگی۔

اگر بیوی اپنا سب کچھ خاوند پر نچھاور کر دے تو خاوند بھی اپنے دل میں اسے اعلیٰ مقام دے گا اور اللہ تعالیٰ کے ہاں بھی ایسی عورت کیلئے بہترین اجر و انعام ہے۔

ایک اچھی بیوی ہر لحاظ سے خاوند کیلئے راحت کا ذریعہ بنتی ہے وہ دیکھتی ہے کہ اس کا خاوند کس حالت میں ہے غمگین پریشان تو نہیں پھر اس کے غم اور پریشانی میں شریک ہوتی ہے۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا دیکھتی ہیں کہ (صلح حدیبیہ کے موقع پر) رسول اللہ ﷺ پریشان

ہیں پوچھتی ہیں کہ اے اللہ کے رسول آپ کیوں پریشان ہیں آپ نے فرمایا کہ میں اپنے ان جانثار صحابہ کے طرز عمل پر پریشان ہوں۔ ابھی یہ میرے ہاتھ پر جانثاری کی بیعت کر رہے تھے اب میں نے حکم دیا کہ اپنی قربانیاں ذبح کر کے احرام کھول دو تو وہ میرے حکم کی تعمیل نہیں کر رہے تھے۔ حضرت ام سلمہ فرماتی ہیں کہ اللہ کے رسول آپ پریشان نہ ہوں (صحابہ کرام صلح حدیبیہ کی بعض دفعات سمجھ میں نہ آنے وجہ سے بد دل ہیں) آپ اپنی قربانی ذبح فرمائیے یہ بھی آپ کی اتباع کریں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا جب آپ نے اپنی قربانی ذبح کی تو سب صحابہ اپنی اپنی قربانیوں کی جانب لپکے اور انہیں ذبح کر دیا۔

اس لئے ہر بیوی کو چاہئے کہ وہ اپنے خاوند کی ہر کیفیت کو نگاہ میں رکھے۔ اس کے غم اور خوشی میں ہر طرح سے شریک ہو کر اس کا دل جیتے۔

حضرت ابوطحہ کا بیٹا بیمار تھا وہ سفر کیلئے چلے گئے واپس آ کر پوچھتے ہیں کہ بیٹے کا کیا حال ہے بیوی جو بچے کی ماں بھی تھی کہتی ہے کہ پہلے سے بہتر ہے۔ (حالانکہ اس وقت بچہ فوت ہو چکا تھا) خاوند کو کھانا کھلاتی ہے کچھ دیر آرام کرنے کے بعد اپنے خاوند سے پوچھتی ہیں اگر کسی نے کوئی چیز ادھار لی ہو پھر اس چیز کا مالک اپنی چیز واپس مانگے تو کیا کرنا چاہئے کیا دینے سے انکار کر دینا چاہئے تو ابوطحہ کہتے ہیں کہ نہیں اسے وہ چیز واپس کر دینی چاہئے۔ تو نیک بیوی ام سلمہ فرماتی ہیں کہ اللہ نے ہمیں ایک بیٹا دیا تھا وہ اس نے واپس لے لیا ہے۔

حضرت ام سلیم نے کس حکمت و دانائی کی ساتھ اپنے خاوند کو ہولناک خبر دی گھر میں داخل ہوتے ہیں سفر سے اور بھوک سے نڈھال خاوند کو

پریشان کن خبر نہیں دی۔ اسے بھوک و پیاس دور کرنے اور تھکاوٹ اتارنے کا موقع دیا پھر اچھے انداز میں انہیں خبر سنائی۔

اس کے برعکس اگر کام کاج سے تھکا ہارا بے چارہ خانہ گھر میں داخل ہو تو اسے بیوی کی مسکراہٹ دیکھنے اور چند میٹھے بول سننے کی بجائے یہ سننا پڑے۔ کہ کہاں سے آئے ہو؟ اتنی تاخیر کیوں کی؟ گھر میں بڑی نہیں ہے، گھی نہیں ہے، فلاں چیز نہیں ہے۔ تمہیں کسی کی فکر نہیں ہوتی، نہ میری فکر ہے نہ بچوں کی۔ وہ حیرت کے ساتھ بیوی کی جانب دیکھتا ہے تو منہ پھولا ہوا، ماتھے پر شکنیں، آنکھوں میں غیظ و غضب، جب گھر کی جانب نظر دوڑاتا ہے تو ہر طرف افراتفری کا عالم ہے، کوئی چیز سلیقہ سے نظر نہیں آتی، ہر جانب سامان بکھرا ہوا ہے، بچوں کی جانب دیکھتا ہے تو مال کی مٹا کے پیاسے گراس کی مار سے خوف زدہ آنکھوں میں آنسو بھرے اور سہے ہوئے اپنے باپ کی طرف بے چارگی کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ تو سوچئے ایسے خانہ کے دل پر کیا بیتے گی؟ وہ بے چارہ تو اہل خانہ کی خاطر گرمی و سردی برداشت کرتا ہے محنت و مشقت سے کام کرتا ہے اپنی راحت و آرام قربان کرتا ہے ایسے خانہ کے دل میں بیوی کی کیا قدر ہوگی؟ کتنی محبت و چاہت ہوگی؟ ایسے گھر میں قدم رکھنا؟

کیسے کسی قدر مشکل ہوگا؟ کیا ایسا گھر اسے راحت و آرام دینے کے بجائے کاٹ کھانے کو نہیں دوڑے گا؟ ایسا گھر اتنے جہنم کدہ نہیں بنے گا تو اور کیا بنے گا؟ معصوم بچوں کی تربیت پر کیسے بُرے اثرات پڑیں گے؟

کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ تھکا ہارا خانہ گھر آتا ہے تو ملکہ عالیہ گھر میں نہیں ہوتیں کبھی بازار میں، کبھی کسی دعوت میں، کبھی کسی سبیلی کے ہاں، کبھی کسی میٹنگ میں، کبھی کسی درس میں۔ تو بتائیے ایسا خانہ سکون کی تلاش میں کیا کرے گا؟

اس لئے بیوی کا یہ فرض ہے کہ خانہ کے گھر واپسی کے اوقات میں گھر رہے اور اچھے انداز میں اس کا استقبال کرے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

خیر النساء من تسرک اذا بصرت و تطیعک اذا امرت و تحفظ غیتک فی نفسہا و مالہ (رواہ الطبرانی، صحیحہ الالبانی)

بہترین بیوی کی یہ صفت ہے کہ جب تم اس کو دیکھو تو وہ تمہاری مسرتوں میں اضافہ کرے۔ اگر تم اسے کوئی حکم دو تو فوراً بجالائے۔ اور تمہاری غیر موجودگی میں اپنی عزت و ناموس کی اور تمہارے مال کی حفاظت کرے۔

عورت کو سوچنا چاہئے کہ میرا کوئی عمل، بازار میں جانا، بے حجاب ہونا، غیروں سے بے تکلف ہونا، دوسروں سے لین دین کرنا، ہمایوں سے لڑنا جھگڑنا، میرے خانہ کی عزت کو مجروح تو نہیں کر رہا؟ میری کسی حرکت سے اس کی ذات پر کوئی حرف تو نہیں آ رہا ہے؟

بیوی کا فرض ہے کہ اپنے خانہ کے مال کی حفاظت کرے۔ اسے بلا ضرورت اور فضول کاموں میں صرف نہ کرے۔ اور اس کے طاقت سے بڑھ کر اس سے مالی مطالبات نہ کرے۔ بلکہ خانہ کی آمدن کے لحاظ سے گھر کا بجٹ بنائے، ضروریات پوری کرنے کے ساتھ ساتھ کچھ رقم محفوظ بھی رکھے جو مشکل حالات میں کام آ سکے۔ خانہ کی اجازت سے اس کے مال سے مناسب حد تک صدقہ

و خیرات بھی کرتے رہنا چاہئے اور کبھی بکھار خانہ کی اجازت کے بغیر خاص گھریلو اخراجات سے بھی بھی خرچ کر سکتی ہے۔ صحیح بخاری کی حدیث ہے:

وما انفقت من نفقة عن غیر امرہ فاقہ یودی الیہ شطرہ

اگر بیوی اپنے شوہر کے حکم کے بغیر گھریلو اخراجات سے اللہ کی راہ میں دے گی تو (اس عورت کے ساتھ) اس کے خانہ کو بھی اجر و ثواب ملے گا۔

مشکل اور تنگی کے حالات میں اسے زبان پر شکوہ نہیں لانا چاہئے بلکہ اخراجات پر کنٹرول کر کے خانہ کا ساتھ دینا چاہئے ناشکری کے چند بول بھی عورت کو جہنمی بنا دینے کیلئے کافی ہوتے ہیں۔

صحیح بخاری کی ایک روایت میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جہنم میں اکثریت عورتوں کی ہوگی، اور اس کی وجہ ان کی ناشکری ہے۔ آپ نے وضاحت فرمائی کہ اللہ کی ناشکری نہیں بلکہ اپنے شوہروں کی ناشکری۔

نبی کریم ﷺ نے ایک صحابیہ کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ:

فانظری ابن انت انت منہ؟ فاقما هو جنتک و نارک (مسند احمد، طبرانی، حاکم)

اس بات کا جائزہ لیتی رہنا کہ تم اپنے خانہ کی نگاہ میں کیسی ہو؟ وہ تمہاری جنت بھی ہے اور جہنم بھی۔

اور آپ نے زوجین کے باہمی مقام و مرتبہ کا تعین کرتے ہوئے فرمایا:

لو کنت امراً ان یسجد لاحد لامرأ المرأة ان تسجد لزوجها (ترمذی)

اگر میں اللہ کے سوا کسی دوسرے کو سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو بیوی کو حکم دیتا کہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔

جب کوئی عورت اپنے خاوند کو اذیت دیتی ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جنت کی حوریں (جنہوں نے اس کی زوجیت میں آنا ہے) اسے بدعوا دیتے ہوئے کہتی ہیں:

لا تودیه قاتلک اللہ فاعماہو
عندک دخیل او شک ان یفارقک الینا
(ابن ماجہ، صحیحہ الالبانی)

اللہ تجھے ہلاک کرے اسے تکلیف نہ دے
یہ چند روز کیلئے تیرے پاس ہے غمگین تجھے چھوڑ کر
ہمارے پاس آنے والا ہے۔

اسلام نے خاوند کو بیوی پر فوقیت ضروری ہے:

الرجال قوامون علی النساء
کہہ کر مردوں کو عورتوں کا نگہبان قرار دیا ہے۔ اور

واللرجال علیہم درجۃ
کہہ کر خاوند کو بیوی پر فوقیت دی ہے لیکن
خاوند کو یہ اجازت نہیں دی کہ عورت کو پاؤں کی جوتی
قرار دے یا اسے منوں سمجھے بلکہ ولہن مثل
الذی علیہم بالمعروف کہہ کر بتایا کہ جس
طرح بیویوں کے فرائض ہیں ان کے حقوق بھی ہیں
اور اچھا انسان وہی ہے جو اپنی بیوی کے حقوق کو ادا
کرتا ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا خیر کم خیر کم
لاہلہ وانا خیر کم لاہلی (ترمذی)

تم میں اچھا انسان وہ ہے جو اپنی بیوی کے
ساتھ اچھا سلوک کرے (بیویوں کے ساتھ اچھا
سلوک کرنا مردانگی کے خلاف نہیں) میں بھی ہر ایک
سے بڑھ کر اپنے اہل و عیال کیساتھ اچھا سلوک کرتا
ہوں۔

ان من اکمل المؤمنین ایمانا

رَبِّ ذَٰلِ الْجَلَالِ نَ: ہن لباس لکم
وانتم لباسی لہن کہہ کر بتا دیا تم لباس کی طرح
ایک دوسرے کی حفاظت اور خوبصورتی کا سامان ہو،
اور ایک دوسرے کیلئے لازم و ملزوم ہو۔ تمہاری عزت
بھی مشترک ہے اور وقار بھی، کسی ایک کی توہین
اور بے عزتی دونوں کی توہین اور بے عزتی ہے۔

جہاں بیوی کو ہدایت ہے کہ اللہ اور رسول
کے بعد اپنے سر تاج کو اپنے لئے سب سے بالا
سمجھے۔ اس کی فرمانبرداری، وقار اور خیر خواہ بن کر
رہے۔ دنیا و آخرت کی بھلائی اس کی خوشی سے
وابستہ کرے۔ وہاں شوہر کو تلقین کی ہے کہ بیوی کو
خیر متاع الدنیا سمجھے، اسے اللہ تعالیٰ کی
نعمت عظمیٰ قرار دے کر اس کی قدر کرے۔

اس سے محبت کرے اس کی دلجوئی کرے
اور اس کے حقوق و جذبات کا خیال رکھے۔ غلطی پر
صبر و تحمل اور چشم پوشی سے کام لے، دشمنی سے
اس کی اصلاح کرے۔ اور حتی المقدور اس کی
ضروریات اور راحت و آرام کا خیال رکھے۔ نبی
کریم ﷺ نے خطبہ حبشہ الوداع میں فرمایا تھا:

اتقوا اللہ فی النساء وانکم
اخذتموهن بامان اللہ واستحلتم فروجهن
بکلمۃ اللہ (مسلم)

لوگو! اپنی بیویوں کے بارہ میں اللہ سے
ڈرتے رہنا تم نے اللہ کی امان کے ساتھ انہیں اپنی
زوجیت میں لیا ہے۔ اگر یہ اپنے والدین سے دور
ہیں اور تمہارے رحم و کرم پر ہیں تو یاد رکھنا انہیں اللہ کی
امان حاصل ہے اگر تم نے ان پر زیادتی کی تو تم اللہ
کی امان کو توڑنے کے مرتکب قرار پاؤ گے۔

آپ نے فرمایا:

احسنہم خلقا و الطقہم باہلہ (ترمذی)

کامل ایمان والا شخص وہ ہے جو سب سے
بڑھ کر حسن اخلاق کا مالک ہو۔ اور اپنی بیوی کے
ساتھ محبت و مہربانی کا سلوک کرتا ہو۔

عورت میں کچھ فطری کمزوریاں ہوتی ہیں
جنہیں ملحوظ رکھنا چاہئے اس سے گھر کا ماحول خوشگوار
ہوگا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا:

استوصوا بالنساء خیرا فانہن
خلقن من ضلع وان اعوج شی فی الضلع
اعلاہ فان ذعبت تقیمہ کسرته وان ترکہ
لم یزل اعوج فامتوصوا بالنساء (متفق علیہ)

میں عورتوں کے بارہ میں تمہیں نصیحت
کرنے لگا ہوں اسے قبول کرنا یہ تمہاری دنیا و آخرت
بہتر بنانے کا سبب بنے گی۔ عورتوں کی تخلیق پبلی
سے ہوئی ہے۔ اور پبلی کی ہڈی کو سیدھا کرنا ممکن
نہیں ہے۔ اگر تم اسے سیدھا کرنا چاہو گے تو یہ ٹوٹ
جائے گی۔ اسے یوں ہی رہنے دو اسی حالت میں
ان سے استفادہ کرو۔

کوئی بھی انسان ہر لحاظ سے کامل نہیں ہوتا
ہر شخص میں کوئی نہ کوئی خالی ضرور ہوتی ہے۔ عورت تو
فطری طور پر بہت سی کمزوریوں کا مجموعہ ہوتی ہے
لیکن مرد بھی ہر لحاظ سے کامل اور عیوب سے پاک
نہیں ہوتا۔ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے:

لا یفرک مومن مومنۃ ان کرہ منها
خلقاً رضی منها آخو (مسلم)

خاوند کو اپنی بیوی سے نفرت نہیں کرنی
چاہئے اگر اس کی کوئی ایک عادت نا پسند ہوگی تو
کوئی نہ کوئی دوسری عادت ضرور پسندیدہ ہوگی۔

غلطی پر بیوی کی اصلاح نہایت حکمت اور

دانشمندی سے کرنی چاہئے بیوی پر ہاتھ اٹھانا نہ مردانگی ہے اور نہ مردوں کیلئے کوئی خوبی۔ رسول اللہ ﷺ نے ایسے مردوں کے بارہ میں فرمایا ہے:

لیس اولئک بخیار کم (مسلم) یہ کوئی اچھے مسلمان نہیں ہیں۔ جب علیحدگی ناگزیر ہو تو علیحدگی سے قبل آخری حربہ کے طور پر معمولی سے جسمانی سرزنش کی اجازت ہے۔

رحمۃ اللعالمین ﷺ نے تو عورتوں کو آگینے قرار دیا ہے اور شتر بانوں کو سواریاں تیز دوڑانے سے منع کیا کہ ان پر صنف نازک سوار ہے۔

رفقا بالقواریر۔ یہ آب گینے (شیشے کے برتن) ہیں ذرا آہستہ چلو۔

جہاں عورت کو ہدایت ہے کہ خاوند کی ہر کیفیت کا اندازہ لگائے اور اس کی خوشی اور غم میں شریک ہو۔ وہاں خاوند کیلئے بھی یہ اسوہ حسنہ ہے کہ بیوی کے دلی جذبات کا اندازہ لگائے اور اسکی قلبی کیفیت کو محسوس کرے۔

نبی کریم ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ عائشہ: جب تم مجھ سے ناراض ہوتی ہو تو مجھے معلوم ہو جاتا ہے۔ وہ حیران ہو کر پوچھتی ہیں کہ یا رسول اللہ ﷺ وہ کیسے؟ آپ نے فرمایا جب تم راضی ہوتی ہو تو رب محمد کہہ کر قسم اٹھاتی ہو اور جب ناراض ہوتی ہو تو رب ابراہیم کہہ کر قسم اٹھاتی ہو۔ اس حقیقت کے آشکار ہونے پر حضرت عائشہ وضاحت فرماتی ہیں کہ اے اللہ کے رسول میں تو صرف آپ کا نام ترک ہی کرتی ہوں۔

خاوند کیلئے ضروری ہے کہ وہ اپنی بیوی کی خواہشات اور جذبات کا خیال رکھے۔ صرف اپنی خواہشات کو ہی مقدم نہ رکھے۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے اپنے انصاری بھائی حضرت ابودرداء کی بیوی کو (پردہ کے احکام سے قبل) دیکھا کہ بال پر آگندہ ہیں لباس بھی صاف ستھرا نہیں ہے تو تعجب سے پوچھا کہ ام درداء یہ کیا حالت بنائی ہوئی ہے تو ام درداء کہتی ہیں کہ تمہارا بھائی ابودرداء دن کو روزے رکھتا ہے اور رات کو نوافل پڑھتا رہتا ہے۔ اسے ان چیزوں سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ تو حضرت سلمان فارسی نے حضرت ابودرداء کو سمجھایا:

ان لنفسک علیک حقا ولنزوحک علیک حقا

کہ انسان پر نفس کا بھی حق ہے اسے آرام کے مواقع دیئے جائیں اور بیوی کا بھی حق ہے اسے بھی رفاقت کی ساعات دینی چاہئیں۔

خاوند کو بھی چاہئے کہ اپنے لباس اور جسم کو صاف ستھرا رکھے نبی کریم ﷺ نے ایک شخص پر آگندہ حالت میں دیکھا تو اس سے پوچھا کہ کیا تمہارے پاس بال درست کرنے کیلئے کنگھی نہیں ہے؟ لباس دھونے کیلئے صابن نہیں ہے؟ اس نے بتایا کہ سب کچھ ہے تو فرمایا پھر یہ حالت کیوں بنا رکھی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمتوں کے اثرات تمہارے جسم پر نظر آنے چاہئیں۔

خاوند پر بیوی کا حق ہے کہ اس کی خوراک اور لباس کے اخراجات برداشت کرے۔ نبی ﷺ کا فرمان ہے ان قطعہا اذا طعمت وتکسوها اذا اکتسیت (ابوداؤد)

خاوند کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ اپنے لئے تو بے شمار جوڑے سلوائے اور بیوی کیلئے بخل کا مظاہرہ کرے۔ خود اعلیٰ سے اعلیٰ کھانے لکھائے لیکن بیوی کو اس سے محروم رکھے۔ خوراک اور لباس میں

مساوات بھی چاہئے اور اعتدال و توازن بھی۔ بلا ضرورت کپڑے سلوائے جانا ذنوں کیلئے جائز نہیں ہے۔

اللہ کا فرمان ہے:

وعاشروہن بالمعروف فان کرہتموہن فعسیٰ ان تکرہوا شیئا ویجعل اللہ فیہ خیرا کثیرا (سورۃ النساء: ۱۹)

عورتوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو۔ اگر وہ تمہیں ناپسند ہوں (تب بھی ان سے نباہ کرو) ہو سکتا ہے کہ جس کو تم ناپسند کرتے ہو اس میں اللہ تعالیٰ خیر کثیر پیدا فرمادے۔

گلاب کے پھول کے ساتھ کانٹے بھی ہوتے ہیں ان کانٹوں سے الجھ کر زندگی بسر کرنے کی عادت ڈالنی چاہئے۔ عورت میں خامیاں ضرور ہیں لیکن بہت سی ایسی خوبیاں بھی ہیں جو شاید مردوں میں بھی نہ ملتی ہوں۔

مرد خود کو بڑا جفاکش سمجھتا ہے لیکن یہ وصف عورت میں بدرجہ اتم موجود ہے موسم گرما میں باورچی خانہ کی گرمی میں تپتے ہوئے پسینے سے شرابور، خاوند اور اس کی اولاد کیلئے کھانا تیار کرنا جفاکشی نہیں تو اور کیا ہے؟

کیا بچے جنا اور انہیں پالنا پوسنا جفاکشی نہیں؟ مرد یہ کام کر سکتے ہیں؟

عورت بہت زیادہ قناعت پسند ہے اپنے منہ سے لقمہ نکال کر اولاد کا پیٹ بھرتی ہے خود غم کے گھونٹوں پر اکتفا کر لیتی ہے لیکن اولاد کی بھوک دیکھ کر برداشت نہیں کر سکتی۔ اپنے خاوند کے کھانے کا اہتمام کرتی ہے خواہ اسے خود بھوکا رہنا پڑے۔

اچھی عورت کی خوبی ہے کہ اپنے خاوند پر جان چھڑکتی ہے۔ حضرت ابوالعاص رضی اللہ عنہ داماد